سماع کا تحقیقی جائزہ

(سلسلۂ چشتیہ کے خصوصی حوالے کے ساتھ)

ڈاکٹر شاکر حسین خان
وزیٹنگ فیکلٹی ممبر، شعبۂ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، کراچی

Abstract

Samma(Music in Spiritul rendition).Samma is a form of religious rendition that is presented with music.Sufi saints of Chistiya clan did not admire that only but contributed in its development as well. In the books of Hadith(sayings of the Prophet Muhammad(S.A.W.) there are many verbal accounts of Prophet,where music is allowed ,but there are many sayings as well which prohibit music (or Samma)in any form.

The researcher in this paper tried to prove the possibility of music specially in reference to religous rendition in Chistiya clan,that it is allowed, provided done in positive context or for holy purposes only rather for entertainment.

Key word:Samma,Sufi,Saint,Music

مسلمانوں میں پیری مریدی کے چار مشہور اور بڑے سلسلے ہیں انہی چاروں سلسلوں سے دیگر سلاسل کا وجود ہے وہ چار بڑے سلاسل درجِ ذیل ہیں۔

(i) سلسلہ قادریہ (ii) سلسلہ چشتیہ (iii) سلسلہ سہروردیہ (iv) سلسلہ نقش بندیہ

برعظیم پاک وہند میں ان چاروں سلاسل کا رواج ہے لیکن جو مقبولیت سلسلہ چشتیہ اور قادریہ کو حاصل ہے وہ دیگر سلاسل کو میسر نہیں ہوئی ہے۔

برعظیم پاک وہند میں سلسلہ چشتیہ کے بانی خواجہ غریب نواز شیخ معین الدین چشتی اجمیریؒ ہیں۔ان کا سلسلہ طریقت سولہ (۱۶) واسطوں سے ہوتا ہوا حضورِ اکرم رحمتِ عالم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ ہم مروجہ طریق سے ہٹ کر، حضور اکرم ﷺ کے ادب واحترام کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے خواجہ صاحب کے شجرہ طریقت کا حضورِ عالم رحمت ﷺ کے نامِ نامی اسم گرامی سے آغاز کر رہے ہیں:

[i] جناب رسولِ اکرم ﷺ ، [ii] حضرت علی بن ابی طالبؓ، [iii] شیخ بصریؒ، [iv] شیخ ابوالفضل عبدالواحد بن زیدؒ، [v] شیخ ابوالفیض بن عیاضؒ، [vi] حضرت ابراہیم ادہمؒ، [vii] خواجہ صدیدالدین حذیفہ مرعشیؒ، [viii] خواجہ ہبیرہ بصریؒ، [ix] شیخ امین الدین (۱)، [x] خواجہ ممشاد علو دینوریؒ، [xi] خواجہ ابواسحاق شامی حسنی سالار چشتیاںؒ، [xii] خواجہ ابواحمد چشتیؒ، [xiii] خواجہ ابو یوسف ناصرالدین چشتیؒ، [xiv] خواجہ محمد مودود چشتی، [xv] حاجی شریف زندانیؒ، [xvi] خواجہ عثمان ہارونیؒ، [xvii] خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ۔ (۲)

خواجہ صاحب کے سلسلہ طریقت میں پانچ شیوخ چشتی ہیں یعنی ''چشت'' سے منسوب ہیں اور چشت ایک مقام کا نام ہے اور وہ پانچوں بزرگ چشت کے رہنے والے تھے اس لیے چشتی کہلائے ان کی نسبت سے یہ سلسلۂ طریقت ''سلسلہ چشتیہ'' کہلایا۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں مذکور ہے کہ چشتیہ ہندوستان کے بڑے مقبول اور بااثر صوفیہ کے سلسلوں میں سے ایک سلسلہ (ہے) نام کی نسبت چشت سے ہے جو ہرات کے قریب ایک گاؤں ہے (بعض نقشوں میں اسے خواجہ چشت لکھا ہے) جہاں اس سلسلے کے حقیقی بانی خواجہ ابواسحاق شامیؒ اپنے روحانی پیشوا خواجہ ممشاد علو دینوری (دینور، ہمدان اور بغداد کے درمیان مہتان میں ایک جگہ ہے) کے ایما پر آ کر آباد ہوئے۔ (۳) سید محمد قاسم محمود رقم طراز ہیں:

> ''ممشاد علو دینوریؒ (وفات ۲۹۹ھ) سلسلہ عالیہ چشتیہ کے جلیل القدر بزرگ، غوث اور قطب تھے۔ موضع دینور (واقع کرمان شاہ، مغربی کوہستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پرورش بغداد میں ہوئی اصل نام علو اور لقب کریم دین تھا، ممشاد علو دینوری کے نام سے مشہور ہوئے۔ خواجہ جنید بغدادیؒ کے احباب میں سے تھے، خواجہ سری سقطیؒ اور کئی دوسرے بزرگوں سے بھی فیض حاصل کیا، ابتداء میں بہت دولت مند تھے۔ جب حُبِ الٰہی کا جذبہ اُٹھا تو سب دولت راہِ خدا میں لٹادی اور مکہ معظمہ میں آ کر عبادتِ الٰہی اور ذکر و فکر میں مشغول رہنے لگے ارادت سے قبل بیس سال تک اسی طرح عبادت اور مجاہدے کرتے رہے بعد ازاں حضرت ھبیرہ بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت شیخ نے آپ کو اپنی بیعت میں لیا اور خلوت میں بٹھا کر آپ کو تعلیم دی۔'' (۴)

جہاں تک تعلق ہے محفلِ سماع کا تو اس حوالے سے تفصیل یہ ہے کہ سلسلہ چشتیہ میں محفلِ سماع کا انعقاد بڑے اہتمام سے ہوتا ہے محفل سماع کے انعقاد میں علما مختلف الرائے رہے ہیں۔ بعض جائز سمجھتے ہیں بعض چند شرائط کے ساتھ جائز سمجھتے ہیں اور بعض جائز نہیں سمجھتے۔

سماع اور قوالی دونوں عربی اصطلاحات ہیں سماع سماعت سے ماخوذ ہے عربی اسم مذکر، اس کے معنیٰ سننا، راگ یا گانا سننا کے ہیں۔ قوالی، عربی اسم مؤنث لفظ ہے اصطلاح میں ''صوفیانہ اور حقانی کلام کا گانا جو صوفیوں کی مجلس یا مزار پر ہوتا ہے۔ (۵)

سماع کا مادہ س۔م۔ع ہے۔ سَمِعَ کا اصطلاح قرآن کریم میں مختلف صیغوں کی صورت میں متعدد مقامات پر آیا ہے لیکن ان معنی میں استعمال نہیں ہوا یہ سننے اور قبول کرنے کے معنیٰ میں آیا ہے۔ اس عنوان کے تحت گفتگو کرتے ہوئے سید محمد قاسم محمود رقم طراز

ہیں:

''پرانے زمانے کی عربی میں یہ لفظ گانا یا گانا بجانا کے معنوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔لغوی اعتبار سے اس کے معنیٰ سماعی کے ہیں یعنی جو کسی سند پر مبنی ہو ایک مفکر دساسی کے نزدیک سماع اور سمع دونوں عقل کے مقابلے میں استعمال ہوتے ہیں درحقیقت یہ لفظ سب سے زیادہ اصطلاحی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ بطور اصطلاح سماع سے مراد موسیقی نہیں، انہاک، گانا، الاپنا اور مذہبی جوش اور وجد پیدا کرنے کے لیے کسی خاص انداز یا سرتال میں گانا بجانے کے ہیں۔''

الغزالی نے اپنی کتاب ''احیاء'' میں ایک باب سماع کے بارے میں ہی تحریر کیا ہے۔(۱۶)الغزالی نے اس موضوع پر ایک محقق صوفی ایک صاحبِ حال اور ایک راسخ العقیدہ اشعری اور شافعی کی حیثیت سے غور کیا ہے اسی طرح ہجویری عرف داتا گنج بخش نے اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' میں سماع کے بارے میں لکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ سماع اس صورت میں درست ہے (جبکہ):

☆ خواہ مخواہ اور تکلف کر کے سماع نہ سنے جب تقاضا از خود غالب ہو صرف اسی وقت سنے۔

☆ سماع زیادہ بھی نہیں سننا چاہیے تاکہ طبیعت کو اس کی عادت نہ پڑ جائے۔

☆ مرشد یا شیخِ طریقت محفلِ سماع میں موجود رہے۔

☆ محفل میں عوام شریک نہ ہو۔

☆ قوال پاکباز ہوں اور فسق و فجور کے عادی نہ ہوں۔

☆ دل مکروہات دینوی سے خالی ہو۔

☆ طبیعت لہو ولعب کی جانب آمادہ نہ ہو۔

☆ تکلف واہتمام نہ کیا جائے۔

سماع کے بارے میں مندرجہ بالا ہدایات کے باوجود آپ مزید لکھتے ہیں کہ:

''اس زمانے میں گمراہوں کا ایک بہت بڑا گروہ پیدا ہو گیا ہے یہ فاسقوں کی محفلِ سماع میں شریک ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم سماع حق کے لیے سنتے ہیں۔ حالانکہ فاسق اس فسق و فجور پر اور زیادہ حریص ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ اور وہ دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔''(۷)

قوالی قول سے ماخوذ ہے۔قول کے معنیٰ کلام یا بات کے ہیں۔عموماً وہ بات جو منظوم ہو قول کا لفظ قرآن کریم میں (۵۲) باون مرتبہ آیا ہے۔(۸) قرآن کریم کی بابت ارشاد ہوا:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ (۹)

''بیشک یہ قول ہے ایک عزت والے رسول کا''(۱۰)

مولوی فیروز الدین نے قول کے معنوں میں سے ایک یہ کیا ہے کہ ''ایک راگ جس کے موجد امیر خسرو ہیں۔''(۱۱)

سلسلہ چشتیہ میں صاحبِ ذوق بزرگ گزرے ہیں ان میں سے ایک صوفی شیخ نظام الدینؒ جن کا لقب سلطان الاولیاء ہے۔صاحبِ ذوق بزرگ تھے سماع کے بہت شائق تھے ہندی راگ کی سرپرستی کرتے تھے، شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ اور شیخ بہاؤ الدین برناویؒ وغیرہ بھی اس فن میں بڑے کامل گزرے ہیں۔ (۱۲)اورامیر خسروؒ جو شیخ نظام الدینؒ کی درگاہ کے فیض یافتہ تھے۔ انہوں نے بھی اس فن کی ترقی میں ایک اہم کردارادا کیا اس سلسلے میں کی گئی ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ڈاکٹرعبدالحق ان کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''امیر خسرو کو بھی سلطان الاولیاء ہی کی درگاہ سے فیض پہنچا تھا وہ ان کے خاص مریدوں میں سے تھے اور اکثر ان کے نغموں کو سن کر محظوظ ہوتے تھے امیر خسروؒ نے موسیقی میں جدّتیں دکھائیں ہیں اور فارسی اور ہندی موسیقی کو ملایا ہے اور زیادہ تر غالباً یہی وجہ تھی کہ انہوں نے ہندی میں نظمیں اور دوہے لکھے، ریختہ اسی کا نام ہے جس میں فارسی ہندی دونوں ملی ہوئی ہیں اور یہیں سے اردو کی ابتدا ہوتی ہے۔'' (۱۳)

جس طرح صوفیاء کرام نے اردو زبان کی ابتدائی نشو ونما میں اہم کردارادا کیا اسی طرح انہوں نے علم اور فنِ موسیقی کے لیے بھی خدمات سرانجام دیں اور اپنے اپنے حصے کا کام کر کے دنیا سے تشریف لے گئے۔

موسیقی ایک علم بھی ہے اور فن بھی، دیگر علوم وفنون کی ترقی کی طرح علم اور فنِ موسیقی کی ترقی کا سہرا بھی مسلمانوں کے سر ہے۔مسلمانوں نے مختلف قسم کے آلاتِ موسیقی ایجاد کیے، امام فخرالدین رازیؒ نے اپنی کتاب ''حدائق الانوار فی حدائق الاسرار ''میں علمِ موسیقی کے عنوان سے ایک باب مختص کیا ہے۔جس میں انہوں نے اس علم کی تعریف وموضوع،آواز کی تعریف ومناسبت،علمِ موسیقی کی اہمیت وفضیلت پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔کتاب مذکورہ انہوں نے سلطان محمد تکش المعروف خوارزم شاہ کی خواہش پر لکھی بادشاہ نے امام رازیؒ سے ایک ایسی کتاب لکھنے کی درخواست کی تھی جو تمام علوم کا ضروری تعارف بہم پہنچائے۔(۱۴)

سلسلہ چشتیہ میں رائج قوالی میں آلاتِ موسیقی استعمال ہوتے ہیں۔ذخیرہ حدیث میں ہمیں دو طرح کی روایات ملتی ہیں ان میں ایک قسم اُن روایات کی ہے جو آلاتِ موسیقی کے استعمال کی اباحت پر دلالت کرتی ہیں اور دوسری قسم اُن روایات کی ہے جن میں آلاتِ موسیقی کے استعمال کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔چنانچہ ان روایات کے تحت پیدا ہونے والا اختلاف جب عوام پر اثر انداز ہوتا ہے تو بہت زیادہ شدت اختیار کر جاتا ہے اور نوبت لڑائی جھگڑے اور گالی گلوچ تک آجاتی ہے۔ایسا ہی ایک واقعہ علامہ منظور احمد فیضی (مرحوم) کے ساتھ کراچی کے ایک مذہبی تعلیمی مرکز میں پیش آیا۔جہاں علامہ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے اور انھیں چالیس ہزار روپے ماہوار وظیفہ ملتا تھا۔علامہ مرحوم،علامہ احمد سعید شاہ کاظمیؒ (۱۵) کے مرید اور اُن سے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت تھے اور منطقی طور پر قوالی معہ مزامیر کو جائز اور حلال سمجھتے تھے۔اس مسئلہ میں وہاں کے طالب علموں نے علامہ مرحوم سے اختلاف کیا اور یہ اختلاف نہایت ہی سنگین صورت اختیار کر گیا جس کی وجہ سے علامہ مرحوم کو اس مدرسے سے استعفیٰ دینا پڑا۔(۱۶)

سماع مع مزامیر کے خلاف سورہ لقمان کی آیت کا حوالہ بھی دیا جاتا ہے قرآنی آیت ملاحظہ ہو:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ (۱۷)

''اور کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو بیوپار کرتے ہیں (مقصد حیات سے) غافل کر دینے والی باتوں کا تاکہ بھٹکاتے رہیں راہِ خدا سے (اس کے نتائج بد سے) بے خبر ہو کر۔''

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ آیت مذکورہ کے تحت رقم طراز ہیں:

''علما کے ایک طبقہ نے غنا کے مطلقاً حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور اُس میں انہوں نے موقع محل، سننے والے اور سنانے والے میں کوئی تفریق نہیں کی بلکہ ہر غنا کو حرام قرار دیا ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو خوشی کی کسی مخصوص تقریب کے موقع پر ہو، خواہ اس سماع سے، محبت الٰہی کے جذبہ کو تقویت حاصل ہوتی ہو، چنانچہ اس ضمن میں انہوں نے صوفیائے کرام کے سماع کو بھی ہدف تنقید بنایا ہے اور ان پر خوب برسے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ **انما الاعمال بالنيات** ...... کیوں کہ اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے اور ان اکابر فضلا کے حسن نیت کے متعلق کسی کو بھی شک وشبہ کی مجال نہیں۔ لیکن علما محققین نے ان کے اس فتویٰ کی تائید نہیں کی بلکہ بڑی وضاحت سے اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ ہر غنا حرام نہیں بلکہ بعض ایسے مقامات بھی ہیں جہاں اس کی اباحت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔'' (۱۸)

پیر محمد کرم شاہ الازہری، علامہ ثناءاللہ پانی پتی کا حوالہ دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ اس آیت میں لہوالحدیث کو حرام کیا گیا ہے اور صوفیاء کا سماع لہوالحدیث کے زمرہ میں نہیں وہ احادیث جن سے غنا کی حرمت ثابت ہوتی ہے وہ بھی مخصوص بالبعض ہیں کیوں کہ ایسی احادیث بھی ہیں جن سے ان کا مباح اور جائز ہونا ثابت ہوتا ہے دونوں قسم کی احادیث میں ہم تطبیق اس طرح کریں گے کہ جو غنا فسق وفجور کا محرک ہو وہ حرام ہے اور جو یادِ الٰہی کی آگ کو بھڑکا دے وہ جائز ہے آپ نے متعدد ایسی احادیث لکھی ہیں جن سے غنا کا مباح ہونا ثابت ہوتا ہے۔'' (۱۹)

علامہ پانی پتی نے اپنی تفسیر میں متعدد ایسی حدیثیں نقل کی ہیں جن سے گیت وغزل خوانی اور محفلِ سماع کا جواز ثابت ہوتا ہے علامہ پانی پتی نے بھی اس حوالے سے ایک کتاب مرتب فرمائی تھی جس کا اردو ترجمہ ''رسالہ سماع ومزامیر'' کے نام سے ''وحید آباد'' کراچی سے ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا، پیر صاحب نے علامہ پانی پتی کی تفسیر سے جن حدیثوں کو نقل کیا ہے ان میں سے ایک حدیث ملاحظہ کیجیے:

''حضرت عائشہؓ کی ایک خادمہ تھی اس کا نکاح انہوں نے انصار قبیلہ میں کر دیا۔ حضور ﷺ گھر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ اس بچی کو تم نے کچھ تحائف دیے ہیں۔ عرض کی گئی ہاں یارسول اللہؐ! پھر پوچھا ''**ارسلت معها من تغنى**! کیا اس کے ساتھ تم نے کوئی گانے والیاں بھی بھیجی ہیں حضرت صدیقہ نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا **ان الانصار قوم فيه غزل فلو بعثتم معهامن يقول۔ اتيناكم اتينا**

کم فحیاو حیاکم ۔''انصار گیتوں کو پسند کرتے ہیں اچھا ہوتا اگر دلہن کے ساتھ تم بھیجتے جو یہ گیت گاتی'' ہم آئی ہیں تمہارے پاس۔ہم آئی ہیں تمہارے پاس سلام ہو ہم پر۔سلام ہو تو تم پر۔''(۲۰)

استاذِ محترم ڈاکٹر شکیل اوج فرماتے تھے کہ:

''ایسی محافل میں شرکت صحابہ کرام کا اختیاری عمل تھا جس کا دل چاہتا وہ ایسے محافل میں شریک ہوتا اور جس کا دل نہ چاہتا وہ شریک نہ ہوتا وہ ان امور کو ثقافت کا حصہ سمجھتے تھے۔'' مدینہ طیبہ میں غزل خوانی اور موسیقی ثقافتی ورثہ سمجھی جاتی تھیں ۔لیکن مکہ میں اگر کسی مسلمان نے دف کا استعمال کیا تو وہ پہلے صحابی ہبار بن اسودؓ ہیں ۔جنہوں نے اپنی بیٹی کی شادی میں دف بجایا۔(۲۱)

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رقم طراز ہیں کہ:

''صرف وہ غنا حرام ہے جو فسق وفجور کا باعث بنے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کردے اور جو غنا ایسا نہیں وہ حرام نہیں ۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ سے یہ امر ثابت نہیں کہ انہوں نے غنا کو تقرب الی اللہ تعالیٰ کا ذریعہ سمجھ کر سنا ہو اس لیے خاندانِ نقشبندیہ کے صوفیاء سماع نہیں سنتے اگرچہ انہوں نے سماع کے قائلین پر اعتراض نہیں کیا۔''(۲۲)

لیکن راقم کی تحقیق کے مطابق سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانیؒ نے سماع پر اعتراض کیا اور سماع پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ:

''جب اس طریقہ (سلسلہ نقشبندیہ) کے بزرگ ذکر جہر سے منع کرنے میں اس قدر مبالغہ کرتے ہیں (یعنی بدعت کہتے ہیں) تو پھر سماع اور رقص اور وجد کا کیا ذکر ہے وہ احوال ومواجید جو غیر شرع اسباب پر مترتّب ہوں فقیر کے نزدیک استدراج کی قسم سے ہیں'' شیخ صاحب فرماتے ہیں''اس امر میں حکمائے یونان اور ہند کے جوگی اور برہمن سب برابر ہیں احوال کے سچا اور صادق ہونے کی علامت علومِ شرعیہ کے ساتھ موافق ہونا اور مشتبہ امور کے ارتکاب سے بچنا ہے۔جاننا چاہیے کہ سماع درحقیقت لہو ولعب میں داخل ہیں۔''اور فرمایا''اس زمانہ کے کچے اور خام صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کو بہانہ کرکے سرور ورقص کو اپنا دین وملت بنالیا ہے اور اسی کو عبادت سمجھ لیا ہے۔جو شخص فعل حرام کو مستحسن اور اچھا جانے وہ اسلام کے گروہ سے نکل جاتا ہے اور مرتد ہوجاتا ہے تو پھر خیال کرنا چاہیے کہ سماع ورقص کی مجلس کی تعظیم کرنا اس کو اطاعت وعبادت سمجھنا کیسا برا ہے''(۲۳) شیخ صاحب کا رویہ سماع کے حوالے سے سخت ہے۔ان کے برعکس امام غزالیؒ کا نقطہ نظر ملاحظہ فرمائیں آپ فرماتے ہیں''اگر سرور مباح قسم کا ہو تو اس پر اظہار مسرت کے لیے سماع جائز ہے جیسے عید، شادی کے ایام کسی غائب کے سفر سے واپس آنے کے وقت، ولیمہ، عقیقہ، لڑکے کی پیدائش، اس کا ختنہ اور حفظِ قرآن کے وقت، اسی طرح لڑکے کو جب پڑھنے

کے لیے استاد کی خدمت میں حاضر کیا جائے۔'' (۲۴)

پیر محمد کرم شاہ نقل کرتے ہیں:

''علامہ پانی پتی نے فقہ کی چند جلیل المرتبت کتابوں کے حوالے بھی حاشیہ میں نقل کیے ہیں' ان میں سے ایک حوالہ شرح کافی کا ملاحظہ ہو' اچھی طرح جان لو کہ ہمارے علما کرام کے نزدیک وہ سماع مکروہ ہے جو لہواور گناہ کا باعث ہو فاسقوں کا مجمع ہو تارکِ صلوٰۃ ہوں اور قرآنِ کریم کی تلاوت سے غافل ہوں لیکن جس سماع سے اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو وہ محمود ہے مذموم نہیں وجد وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔'' (۲۵)

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری سلسلہ چشتیہ سے تعلق رکھتے تھے اور انھیں سیال شریف کی خانقاہ کا فیضان حاصل تھا مذکورہ حوالوں سے ثابت ہوا کہ پیر صاحب بھی امام فخر الدین رازی، امام ابوالحامد محمد بن محمد الغزالی، خواجہ امیر خسرو، مولانا فخر الدین زرادی (۲۶) ثناء اللہ پانی پتی، علامہ محمد احمد سعید شاہ کاظمی اور دیگر اکابرینِ اسلام کی طرح محفلِ سماع معہ مزامیر کو جائز سمجھتے تھے۔اس بات کی مزید تصدیق کے لیے راقم نے یکم ستمبر ۲۰۰۷ء کو پروفیسر حافظ احمد بخش استاذ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف و مدیر ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور/ اسلام آباد، سے بذریعہ ٹیلی فون دریافت کیا کہ:

''کیا پیر محمد کرم شاہ الازہری سماع کے قائل تھے؟ اس کے جواب میں پروفیسر حافظ احمد بخش نے کہا ''حضور ضیاءالامتؒ سماع میں مزامیر کے قائل تھے لیکن وہ بغیر ساز کے سماعت فرماتے تھے۔''

محمد کرم شاہ الازہریؒ کے اس طرزِ عمل پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ ''مخالفین سماع'' کی الزام تراشیوں سے محفوظ رہنے کی وجہ سے ایسا کرتے ہوں گے مخالفینِ سماع کا حلقہ وسیع ہے اور وہ گیت، غزل، قوالی اور ترانے مع مزامیر کو جائز نہیں سمجھتے بلکہ شدت سے مخالفت کرتے ہیں۔قوالی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے نیک بندوں کا ذکر ہوتا ہے، بزرگوں کے اقوال ونصیحت پر مبنی اشعار ہوتے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی ترغیب ارکانِ اسلام پر عمل کرنے کی تاکید ہوتی ہے، انسانوں کی اصلاح کا پہلو واضح ہوتا ہے ایسے گیت، نظمیں، ترانے اور قوالیاں سننا کس طرح حرام ہو سکتی ہیں؟

اسلام دینِ فطرت ہے رہبانیت کا مذہب نہیں، اسلام انسانوں کو خوش وخرم دیکھنا چاہتا ہے۔قرآن کریم نے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ورحمت ملنے پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے۔جیسا کہ ارشاد ہوا۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ط هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ (۲۷)

''(اے حبیب!) آپ فرمائیے یہ کتاب محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے نازل ہوئی ہے پس چاہیے کہ اسی پر خوشی کریں یہ بہتر ہے ان تمام چیزوں سے جن کو وہ جمع کرتے ہیں۔'' (۲۸)

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (۲۹)

''اور اپنے ربّ (کریم) کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجیے۔'' (۳۰)

خوشی منانے کے مختلف طریقے ہوتے ہیں ان میں سے ایک طریقہ گیت سننے کا بھی ہے۔شریعت میں خوشی منانے کی

ممانعت نہیں۔شرعی حدود میں رہتے ہوئے خوشی کے وقت مسلمان ہر وہ کام کر سکتا ہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہے۔خوشی کے دن منانے کی کوئی حد نہیں،اس کے برعکس اسلام نے سوگ کے دن مقرر کر کے سوگ منانے کے دنوں کو محدود کر دیا ہے زیادہ دن سوگ منانا اللہ تعالیٰ کی ناشکری میں شامل ہے۔سوگ منانے میں بھی چند شرائط کو ملحوظِ خاطر رکھنا ہوگا تا کہ کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جائے جو ناشکری کا باعث بنتا ہو۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مصیبت کے وقت صبر کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور فرمایا کہ تم میرے شکر گزار بن کر رہنا کفرانِ نعمت نہ کرنا۔اس لیے مسلمان کا ہر دن جو اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں گزرے یومِ عید ہے اور جو رات اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں گزرے وہ شبِ قدر ہے۔

اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سلسلہ چشتیہ میں رائج قوالی کا طریقہ درست اور جائز ہے۔مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے چیئر مین مفتی منیب الرحمٰن نے ایک غیر سرکاری ٹی وی چینل پر نشر ہونے والے مذہبی پروگرام (۳۱) میں دریافت کیے گئے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ:

''اگر موسیقی کلام کے پس پردہ ہو اور ساز کی آواز کلام پڑھنے والے کی آواز پر غالب نہیں آتی تو جائز ہے''

مفتی صاحب کا یہ جواب ہماری رائے میں صائب ہے۔

حواشی:

۱۔جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے شیخ امین الدین اور خواجہ ہبیر بصری کو ایک ہی شخص تصور کیا ہے۔

۲۔صباح الدین عبدالرحمٰن،سید،بزمِ صوفیہ،علامہ ابوالبرکات اکیڈمی لاہور،۱۹۸۸ء،ص ۳۶۔۳۷

۳۔اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ،طبع اوّل،دانشگاہ سیماب،لاہور،جلد ۷،ص ۶۴۸

۴۔محمود،محمد قاسم،سید،اسلامی انسائیکلوپیڈیا،س۔ن،ص ۱۳۸۱

۵۔مولوی فیروزالدین،فیروز اللغات اردو جامع،ص ۸۰۸/ص ۹۶۴

۶۔امام غزالیؒ کی تصنیف ''احیاء علوم الدین'' کا مذکورہ باب ''وجد وسماع'' کے عنوان سے ہے جو کہ ایک الگ کتاب کی صورت میں ''ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور نے شائع کیا ہے،ترجمہ وتہذیب کی خدمات محترم سید نصیر شاہ اور رفیع اللہ (ایم۔اے) نے سرانجام دیں ہیں۔

۷۔اسلامی انسائیکلوپیڈیا،ص ۹۵۶

۸۔عبدالباقی ،محمد فواد ،المعجم المفهرس لالفاظ قرآنِ كريم ،(المصر،ذوى القربىٰ ۱۹۸۸ء)ص ۷۳۲۔۷۳۳

۹۔سورۃ الحاقۃ:۴۰

۱۰۔پیر محمد کرم شاہ،جمال القرآن،ضیاءالقرآن پبلی کیشنز لاہور،نومبر ۱۹۹۹ء،ترجمہ آیت مذکورہ

۱۱۔فیروز اللغات اردو جامع،ص ۹۶۵

۱۲۔مولوی عبدالحق،ڈاکٹر،اردو کی ابتدائی نشو نما میں صوفیائے کرام کا کام،انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی،۱۹۸۶ء،ص ۱۶

۱۳۔ایضاً

۱۴۔رازی،محمد بن عمر فخرالدین/مترجم محمد فاروق القادری،حدائق الانوار فی درائق الاسرار/جامع العلوم،اردو ترجمہ،فرید بک اسٹال لاہور،۱۹۸۸ء،ص ۳۰

۱۵۔علامہ احمد شاہ کاظمی پاکستان کے ان دو علما میں سے ایک ہیں جن کے بارے میں پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق نے فرمایا تھا کہ انھیں سونے میں تولا جاسکتا ہے۔استاذ محترم ڈاکٹر محمد شکیل اوج فرماتے تھے کہ علامہ کاظمی نے وراثت کے ایک مسئلہ میں علامہ چودھری غلام احمد پرویز کولا جواب کردیا تھا۔علامہ کاظمی متعدد علمی اور مذہبی تنظیموں کے بانی تھے اور بڑے پائے کے عالم،مفسر و مترجم قرآن اور شیخ الحدیث تھے۔

۱۶۔ماہنامہ السعید،ملتان،مارچ ۲۰۰۵ء،ص ۱۱۔۱۳

۱۷۔سورۂ لقمان:۶

۱۸۔محمد کرم شاہ،پیر،تفسیر ضیاء القرآن،ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور،۱۹۹۹ء،جلد سوم،ص ۵۹۹

۱۹۔ایضاً ص ۶۰۰

۲۰۔ایضاً

۲۱۔العسقلانی ،ابنِ ھجر،الاصحابہ فی تمیز الصابہ،لبنان دارالکتب العلمیہ بیروت،س۔ن،ج ۷،ص ۲۸۰

۲۲۔تفسیر ضیاء القرآن،جلد سوم،ص ۶۰۱

۲۳۔سرہندی،شیخ احمد،مکتوبات امام ربانی (اردو) مکتبہ مدنیہ،لاہور،س۔ن،جلد اوّل،ص ۲۶۶

۲۴۔تفسیر ضیاء القرآن،جلد سوم،ص ۶۰۱

۲۵۔ایضاً

۲۶۔مولانا فخر الدین زرادیؒ جید عالم دین اور شیخ نظام الدین اولیاؒ کے خلیفہ تھے آپ نے بھی سماع کی اباحت میں دو رسالے تصنیف کیے تھے۔ایک رسالہ ''اصول السماع ۱۳۱۱ھ میں مولانا غلام احمد برہان نے مسلم پریس جھجر سے شائع کیا تھا۔خلیق احمد نظامی،تاریخ مشائخ چشت کراچی،اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کراچی،۲۰۰۷ء،جلد اوّل،ص ۲۱۷

۲۷۔سورۂ یونس:۵۸

۲۸۔محمد کرم شاہ،جمال القرآن،ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور،نومبر ۱۹۹۹ء،ترجمہ آیت مذکورہ

۲۹۔سورۂ الضحیٰ:۱۱

۳۰۔جمال القرآن ترجمہ آیت مذکورہ

۳۱۔جیو ٹی وی چینل کا معروف مذہبی پروگرام عالم آن لائن (یوم آزادی اسپشل)اسلامی جمہوریہ پاکستان کے یوم آزادی کی مناسبت سے اگست ۲۰۰۴ء کونشر ہوا تھا۔